رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
Regd. No. L 5254

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا
روزنامہ الفضل لاہور
چہار شنبہ — فی پرچہ ۱ر
جلد ۳ | ۶ شہادت ۱۳۲۸ھش | ۶ اپریل ۱۹۴۹ء | نمبر ۸

اِستصواب کے ناظم وسط اپریل تک کراچی پہنچ جائینگے

عارضی صلح کی سب کمیٹی کی سرگرمیاں

کراچی ۔ ۵ اپریل ۔ حکومت ہندوستان اور پاکستان کے نمائندوں سے صلح کی گفتگو کرنے کے لئے اتحادی کمیشن کی عارضی صلح کی سب کمیٹی جمعرات کو راولپنڈی پہنچ جائے گی ۔ حکومت پاکستان کا وفد اس سے گفت و شنید کرے گا ۔ اس کی قیادت پاکستان کے جنرل سیکرٹری مسٹر محمد علی کریں گے امید ہے کل کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی پہنچ جائینگے ۔ کشمیر کمیشن کے دوسرے ممبران جو اس وقت نئی دہلی میں ہندوستانی زعماء سے تبادلہ خیالات کر رہے ہیں ۔ عارضی صلح کی گفتگو میں شامل ہونے کے لئے عنقریب راولپنڈی پہنچ جائینگے ۔ پاکستان اور کمیشن کے نمائندوں کی ابتدائی گفتگو کے بعد جو جمعرات کو شروع ہو جائے گی ۔ ہندوستانی نمائندے بھی مذاکرات میں شریک ہو جائینگے ۔

استصواب کے ناظم ایڈمرل نمٹز کی آمد کا صحیح تاریخ کا علم تو نہیں ہو سکا ۔ البتہ امید ہے کہ وہ وسط اپریل تک پہنچ جائیں گے ۔ اور کراچی و نئی دہلی ہوتے ہوئے راولپنڈی جائینگے ۔ شروع میں ان کے ہمراہ تھوڑا سا عملہ ہوگا ۔ لیکن بعد میں جب استصواب کی نوبت آئے گی ۔ تو تمام ضروری افراد پہنچ جائینگے ۔ وہ ابتداء میں حکومت ہند اور پاکستان سے رابطہ قائم کریں گے ۔

شرق اردن کو برطانیہ کی امداد ——— اکانومسٹ کا تبصرہ

لندن ۵ اپریل ۔ عقبہ پر تبصرہ کرتے ہوئے جریدہ "اکانومسٹ" اب اسرائیل اور کیا چاہتا ہے ۔ کے عنوان سے لکھتا ہے کہ اب اسرائیل مشکل ہی سے ۲۹ مئی کو عارضی صلح کو توڑنے کے خلاف الزام دہی کر سکتے ہیں کیونکہ وہ اپنے اعتراف کے مطابق خود ہی اسلحہ کی درآمد کو ممنوع کرنے والی اسکی دفعہ کو توڑ چکے ہیں ۔

سرحد پر گشت کرنے کے لئے برطانوی فوجوں کے لئے شرق اردن کی حکومت کی درخواست پر بحث کرتے ہوئے "اکانومسٹ" لکھتا ہے کہ شاہ عبداللہ کے نکتہ نگاہ سے خطرہ کا مقام عقبہ نہیں ہے بلکہ مزید شمال میں عرب فلسطین میں واقع ہے ۔ یہ مقام ملکا دم ہے ۔ جہاں نام نہاد "عرب مثلث" کا سرکوہستانی علاقہ سے یہودیوں کے مقبوضہ میدان کی جانب جاتا ہے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ شرق اردن کو اس علاقہ میں ۳ فوجیں مقرر کرنی چاہییں یا پھر عرب فلسطین کا ایک اور ٹکڑا یہودیوں کے مشتاق ہاتھوں میں پہنچ جائیگا ۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ شرق اردن جنوب میں برطانیہ کی زیادہ امداد حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ اپنی چھوٹی سی فوج کی زیادہ تعداد شمال میں بھیج سکے ۔ آخر میں جریدہ مذکور لکھتا ہے کہ معمول کے مطابق عارضی صلح یا جنگ میں برطانیہ کی جو امداد حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

اخبار احمدیہ

لاہور ۵ ماہ شہادت ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت بخار کی وجہ سے ناساز ہے ۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی سر درد کی وجہ سے ناساز ہے ۔ احباب دعائے صحت فرمائیں ۔

محترم نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کی علالت

محترم نواب صاحب کی حالت پچھلے دو دن سے جیسی ہی رہی ۔ بخار میں جو کمی ہو گئی تھی ۔ اس میں تھوڑی سی زیادتی ہو گئی ہے ۔ ضعف زیادہ محسوس کرتے ہیں ۔ لہذا احباب جماعت اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص طور پر درخواست ہے ۔ کہ محترم نواب صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا جاری رکھیں ۔ اور اگر ممکن ہو تو اجتماعی دعاؤں کا انتظام فرماویں جزاھم اللہ احسن الجزاء

(خاکسار :- مرزا منور احمد)

دولت مشترکہ کے آئینی مسائل کیلئے مسٹر ایٹلی کی تگ و دو

لندن ۵ اپریل ۔ مسٹر ایٹلی کے چار نمائندوں میں سے پہلے جو یہاں پہنچے ہیں ۔ لارڈ پیتھک لارنس وزیر دولت مشترکہ مسٹر نوئل بیکر سے طویل ملاقات کی ۔

مسٹر گورڈن واکر ۔ توقع ہے کہ کولمبو ، نئی دہلی اور کراچی میں طویل صلاح و مشوروں کے بعد تازہ دم ہو کر کل وائٹ ہال پہنچ جائیں گے ۔ اور اپنے تاثرات کے متعلق بعد کے روز مسٹر نوئل بیکر کو اطلاع دینگے دوسرے نمائندے بھی یہی کریں گے ۔ اور جب ان سب کی اطلاعات جمع ہو جائیں گی ۔ تو مسٹر ایٹلی کے ساتھ ان کی بہت سی ملاقاتیں ہوں گی تاکہ برطانوی وزیر اعظم دولت مشترکہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں یہ بتا سکیں کہ مختلف آئینی مسائل پر دولت مشترکہ کے ممالک کی کیا رائے ہے ۔

وائٹ ہال کو توقع ہے کہ ان نمائندوں اور مسٹر ایٹلی کے درمیان ملاقات کے موقع پر وزیر خارجہ مسٹر بیون کو ، جو خارجی معاملات کے عام نگران ہیں موجود ہوں گے ۔ وائٹ ہال صرف یہ کوشش کریگا کہ مذاکرات بیکار نہ ہوں ۔

مسٹر گورڈن کے چھ روزہ قیام نئی دہلی پر کوئی رائے نہیں دے گا ۔

کمیونسٹوں سے صلح کی گفتگو

نانکنگ ۵ اپریل ۔ چینی نیشنلسٹوں اور کمیونسٹوں کے درمیان آج صلح کی گفتگو کے ختم ہونے سے پہلے نتائج کا علم نہ ہو سکیگا ۔

برطانوی صنعتی نمائش

لندن ۵ اپریل ۔ برطانوی صنعتی نمائش میں جو اس سال مئی میں ہونے والی ہے ۔ ریڈار کے آلات کے استعمال پر روشنی ڈالی جائے گی جن سے دنیا کے ہر حصے کے لوگ دلچسپی رکھتے ہیں ایسے حالات جن کی مدد سے پائلٹ پچاس میل کے فاصلے سے خطرناک بادلوں کو دیکھ سکیں ۔ ٹیلی ویژن ۔ الکٹرانکس اور ساؤنڈ ریکارڈ سیکشن پر دکھائے جائیں گے

یہ آلہ تاریکی میں بھی طوفان کی آمد اور اس علاقہ میں طیاروں کی موجودگی کا اظہار بھی کر سکے گا برطانوی ماہرین کا خیال ہے کہ برطانیہ کے جنگ کے بعد سے محفوظ پرواز میں بڑی ترقی کی ہے اور ان کی ترقی سے اس معاملے میں دوسرے ممالک راہ پائیں گے ۔

---

۲۳ سے وہ برطانیہ کے دوسرے فریق سے بالکل الگ ہوئے بغیر نہیں دی جا سکتی ۔ لیکن کہا یہ عارضی صلح معمول کے مطابق ہے ۔ مگر مبنی بر انصاف بات ہوگی کہ یہودی عرب زمین کا ایک اور ٹکڑا کاٹنے میں کامیاب ہو جائیں ۔

اگر کارخانے جاری نہ کئے گئے تو حکومت قبضہ کرے گی

ڈھاکہ ۵ اپریل ۔ حکومت مشرقی بنگال نے ایک پریس نوٹ کے ذریعہ کپڑے کے کارخانہ داروں کو متنبہ کیا ہے ۔ کہ اگر ان کے کارخانے چار ہفتوں تک بند رہے ۔ تو حکومت ان پر قبضہ کرے گی اور انہیں اپنے نگرانی میں چلانے کی کوشش کرے گی ۔

پریس نوٹ میں کہا گیا ہے کہ کارخانوں کے کبھی جاری اور کبھی بند کر دینے سے نہ صرف ملکی صنعت کو نقصان پہنچتا ہے ۔ بلکہ کام کرنے والے مزدوروں کو بھی سخت تکلیف پہنچتی ہے ۔

مزید کہا گیا ہے کہ کارخانہ داروں کی شکایات کے ازالہ کے لئے حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کلکتہ میں کارخانوں کا جو مال رکا ہوا ہے ۔ اسکو منگانے کے لئے ایک رابطہ افسر مقرر کیا جا رہا ہے

ایڈیٹر :- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں چھپوا کر دفتر الفضل میکلوڈ روڈ لاہور سے شائع کیا

روزنامہ
الفضل
۶ر اپریل ۱۹۴۹ء

اسلام اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کو نمایاں کرتا ہے

دنیا ہمیشہ ایسی نہیں تھی جیسی کہ آجکل نظر آتی ہے۔ آج آپ گھر بیٹھے بیٹھے چند منٹوں میں وہ واقعات معلوم کر سکتے ہیں جو کرہ ارضی کے کسی بھی حصہ میں ہو رہے ہوں۔ پھر آپ چند گھنٹوں میں کرہ ارضی کے کسی حصہ میں آ جا سکتے ہیں۔ رسل و رسائل کے ذرائع انسان نے ایجاد کر لئے ہیں کہ ہزاروں میلوں سے آئے ہوئے پھل تازہ بتازہ آپ کو اپنے شہر کے بازار میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔

چند صدیاں پہلے دنیا کی یہ حالت نہ تھی۔ سو دو سو کوس کی منزل بھی سخت کٹھن ہوتی تھی اور آج سے پندرہ بیس صدیاں پہلے تو یہ عالم تھا کہ بعض قومیں دوسری قوموں کو جانتی تک نہ تھیں اور اگر جانتی بھی تھیں اور ان میں کوئی رسم و راہ تھی بھی تو اتنی محدود کہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ کبھی کوئی مسافر یا سیاح وہاں کہیں نکل جاتا تو اس کی واپسی کی کم ہی امید ہوتی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر زمانے میں ایسے منچلے انسان سیاحی وغیرہ کرتے رہتے تھے مگر ایسے لوگ خال خال ہی تھے۔ پھر کسی دوسرے ملک کے متعلق ان کی جو معلومات ہوتی تھیں وہ وسائل خبر رسانی نہ ہونے کی وجہ سے نہایت محدود ہوتی تھیں ظاہر ہے کہ جب دنیا کی ایسی حالت تھی تو ہر قوم کے ملکی اور جغرافیائی حالات کے مطابق دوسری قوموں سے اس کی تہذیب و تمدن کا انداز جدا ہونا ضروری تھا۔ قوموں کا میل ملاپ کم ہونے کی وجہ سے بت پرستوں کے بت بھی الگ الگ ہوتے تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ ایک ہی ملک کے لوگوں کے بت بھی الگ الگ ہوتے تھے۔ ہندوستان کے تینتیس کروڑ دیوتا مشہور ہیں۔ رومنو کلدانیوں۔ یونانیوں مصریوں کے بتوں کا سلسلہ ایک دوسرے سے بہت کم ملتا ہے۔ قدیم زمانوں میں اللہ تعالیٰ نے بھی جو انبیاء علیہم السلام دنیا کی رہنمائی کے لئے ارسال فرمائے ان کی دعوت بھی خاص اپنی اپنی قوم تک ہی محدود ہوتی تھی اور ہر قوم میں جو اللہ تعالیٰ کا تصور پیدا ہوتا تھا تو وہ بھی ہر قوم کے ساتھ خاص ہوتا تھا۔ یہودیوں کا یہوواہ ان کے ہمسائے بابلیوں کے خدا سے الگ سمجھا جاتا تھا۔ ہندوستان چونکہ ایک ملک نہیں بلکہ برصغیر تھا اس لئے یہاں بہ نسبتاً بھی کثرت سے تھے یہ زاد ول فرقے تھے جن کا خدا الگ الگ تھا۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ہر ملک اور ہر قوم کو ایک ہی اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ لیکن چونکہ مختلف قوموں کی تربیت کے لئے ضروری تھا۔ کہ ہر ملک اور ہر قوم میں الگ الگ رسول بھیجا جائے۔ اس لئے قوموں کے اختلاف حالات نے رسولوں کی دعوتوں کو بھی الگ الگ رنگ دے دیا تھا۔ بادی النظر میں یہودیوں کے انبیاءؑ کی تعلیم ہندوؤں کے انبیاء سے مختلف نظر آئے گی۔ یہ اختلاف اس لئے نہیں ہے۔ کہ تعلیم مختلف تھی۔ بلکہ یہ اختلاف اس لئے ہے۔ کہ ہر قوم نے اپنے نبی کے پیغام کو اپنے حالات کے مطابق سنا۔ اور انہی حالات کے مطابق اس پر عمل کیا۔ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا۔ تو نبیوں کی تعلیم بھی ایک دوسرے سے مختلف نظر آتی رہی۔ کیونکہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ نبیوں کی تعلیم میں ہر قوم اپنی اپنی ذہنیت کے مطابق تبدیلی اور تحریف کرتی رہی۔

پھر اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی تعلیم تمام قوموں کو مختلف نبیوں کے ذریعہ بھیجی مگر اس تعلیم کے بھی مدارج تھے۔ جو قوم تہذیب و تمدن کے جس درجہ پر ہوتی تھی۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تعلیم بھی آتی تھی۔ تاکہ اس خاص قوم کو بتدریج ارتقائی منازل طے کرائی جائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی انبیاء دنیا میں آئے ہیں۔ وہ خاص خاص قوموں کے لئے آتے رہے ہیں۔ اس لئے ان کو الٰہی تعلیم کا صرف اتنا ہی حصہ دیا جاتا رہا ہے۔ جتنا کہ اس خاص قوم کے حالات کے مطابق ضروری سمجھا جاتا رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کی تعلیم دوسری اقوام میں بھی نفوذ کر جاتی تھی۔ اور ایک نبی کے پیرو اپنی قوم سے نکل کر دوسری اقوام کو بھی دعوت دیتے تھے۔ خاص کر جیسا کہ ہم بدھؑ اور عیسیٰ علیہ السلام کی مثالوں میں دیکھتے ہیں۔ مگر یہ صرف استثنائی صورتیں تھیں۔ اور جو لوگ اپنے نبی کی تعلیم دوسری اقوام کو پیش کرتے تھے۔ وہ دراصل غلطی کرتے تھے۔ کیونکہ جو تعلیم صرف ایسی صورت میں ان کے لئے ہی خاص تھی۔ وہ دوسری اقوام کے مزاج پر راس نہیں آ سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بدھ ازم جو چین۔ لنکا اور جاپان وغیرہ میں پھیلا۔ وہ اصل بدھ ازم سے نہایت مختلف ہے۔ اور جو عیسائیت اس وقت دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ وہ قطعاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم نہیں ہے۔ یہ اختلاف اس لئے ہوا ہے کہ بدھ ازم جو صرف ہندوؤں کے لئے تھا۔ اس کو چینیوں کے مزاج کے مطابق بنانے کے لئے تبدیل کرنا ضروری تھا۔ اسی طرح عیسائیت کو بھی مغربی اقوام کے مزاج کے مطابق بنانا پڑا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گوتم بدھؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصلی تعلیم ان دوسری قوموں کی ذہنیتوں کے سانچوں میں ڈھل گئی۔ اور ان کی حقیقی تعلیم اس رنگ میں قائم نہ رہ سکی۔ جس رنگ میں وہ ابتداء میں ان فرستادگان خدا کو دی گئی تھی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام آئے، آج ان کی تعلیم اصلی رنگ میں موجود نہیں ہے۔ اور جو کچھ چینی کنفیوشسؑ۔ ہندو کرشنؑ۔ پارسی زرتشتؑ۔ یہودی موسیٰ علیہ السلام اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ وہ صریحاً محرف اور مسخ شدہ ہے۔ خود ان کے پیرو اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت کے علاوہ بھی چونکہ ہر قوم کے نبی کی تعلیم اس قوم کے حالات کے مطابق ہوتی تھی۔ اور اس لئے محدود ہوتی تھی۔ اس لئے ہر قوم کے دل میں جو اللہ تعالیٰ کا تصور پیدا ہوتا تھا۔ وہ اس محدود تعلیم کے مطابق ہوتا تھا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق یہودیوں میں جو تصور پیدا ہوا۔ وہ ایک جبار و قہار و منتقم خدا کا تصور تھا۔ کیونکہ یہودیوں کی قوم فرعون کی غلامی میں رہ کر بزدل ہو چکی تھی۔ لیکن جب یہی یہودی سخت دل ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ محبت اور رافت کی تعلیم پر زور دیا۔ تاکہ انکی قومی ذہنیت میں ایک توازن اور اعتدال پیدا ہو جائے۔ یہودیوں کی طرف سے اسکی مخالفت ہوئی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض شاگرد اس محدود تعلیم ہی کو پوری تعلیم سمجھ کر دنیا میں سے نکلے اور حد اعتدال سے نکل گئے۔

دنیا چونکہ اب تہذیب و تمدن کے ایسے دور میں پہنچ چکی تھی۔ کہ جب تمام فاصلے مٹ جانے والے تھے۔ اور قوموں کے درمیان راہ و رسم بڑھ جانے والی تھی۔ اس لئے اب اسلام کی تعلیم کے کسی خاص پہلو پر جو کسی خاص قوم کے حالات کے مطابق ہو۔ زور دینے کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اب وقت آ گیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا پورا پورا تصور دنیا کی ساری قوموں کے سامنے یکساں طور پر ایک آخری صورت میں رکھ دیا جائے۔ یعنی یہودیوں کے تصور کے مطابق خدا صرف جبار قہار اور منتقم خدا ہی نہیں ہے اور نہ عیسائیوں کے خدا کے تصور کے مطابق وہ صرف رحیم و کریم خدا ہے۔ بلکہ اب ضرورت تھی۔ کہ دنیا کو ایک دفعہ بتا دیا جائے۔ کہ خدا تعالیٰ جبار و قہار و منتقم خدا بھی ہے۔ اور رحیم و رحمٰن اور کریم بھی ہے۔ اب وقت آ گیا تھا۔ کہ تمام قوموں کے سامنے یہ حقیقت پیش کر دی جائے۔ کہ یہوواہ صرف یہودیوں کا خدا نہیں ہے۔ اور نہ عیسائیوں کا خدا صرف عیسائیوں کا خدا ہے۔ بلکہ وہ سب قوموں کا یکساں طور پر خدا ہے۔ وہ رب العالمین ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کا تصور اللہ تعالیٰ کا پورا تصور نہ تھا۔ مطلب صرف اتنا ہے۔ کہ ہر قوم نے اللہ تعالیٰ کا وہ خاص تصور بنا رکھا تھا۔ جو اس تعلیم کی روشنی میں جو اس کے خاص حالات میں ان کے لئے نازل ہوئی تھی۔ بنا لیا تھا۔ ان انبیاء علیہم السلام کی دعوت اسلام اپنے حالات کے مطابق مکمل ہوتی تھی۔ لیکن ہر نبی اسلام کے اسی پہلو کو ہی نمایاں کرتا تھا۔ جو اسکی قوم کی ذہنیت کے ارتقاء کے لئے اس وقت ضروری ہوتا تھا۔ اس طرح مختلف اقوام کے تصور خدا میں اختلاف ہو جانا ضروری تھا۔

قرآن کریم اس لئے آخری کتاب ہے۔ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کو یکساں طور پر نمایاں کیا گیا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی لئے خاتم النبیین ہیں۔ کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے تصور کے ہر پہلو کو یکساں طور پر تمام اقوام عالم کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کو یکساں طور پر اپنے اسوۂ حسنہ کے آئینہ میں منعکس کیا ہے۔

مقدمہ میں کامیابی کے لئے درخواست دعاء

لیگوس۔ نائیجیریا مغربی افریقہ میں مخالفین نے جماعت کے خلاف ایک مقدمہ عدالت میں دائر کیا تھا۔ جس کا نتیجہ ان کے خلاف نکلا۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کا بول بالا کیا۔ اب مخالفین نے اس فیصلہ کے خلاف اپیل کی ہے۔ جس کی سماعت عنقریب ہونے والی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اپیل کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو۔ (وکیل التبشیر)

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ
۱۵-۱۶-۱۷ر اپریل ۱۹۴۹ء کو بمقام ربوہ منعقد ہوگا

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ۱۵-۱۶-۱۷ر اپریل ۱۹۴۹ء (جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار) کو نئے مرکز ربوہ میں منعقد ہوگا

(نظارت دعوۃ و تبلیغ)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کا ہر لفظ بندے کیلئے سلامتی کا پیغام ہے

اگر مسلمان اس پیغام کی قدر کریں تو ان کی ناکامی کامیابی سے بدل سکتی ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ
فرمودہ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۴۸ء
بمقام مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور
مرتبہ:۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جلسہ کی تقریر کی وجہ سے مجھے کھانسی کی تکلیف پھر زیادہ ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے میں اب بھی زیادہ دیر تک بول نہیں سکتا۔ لیکن میں جماعت کو

ایک رویا

کے مضمون کی وجہ سے جو میرے لئے یہاں آنے کا محرک بنا ہے۔ ایک امر کی طرف خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آج آدھی رات کے قریب اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں جاگ اٹھا۔ اور کچھ دعائیں وغیرہ کرتا رہا۔ اسی حالت میں جبکہ میں جاگ رہا تھا۔ اور غنودگی وغیرہ کی حالت نہیں تھی۔ مجھے ایک آواز آئی۔ جو کافی بلند تھی۔ کسی نے کہا السلام علیکم۔ یہ آواز اس قدر واضح تھی۔ اور اتنی بلند تھی۔ کہ واہمہ کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہیں آسکتا تھا۔ کہ یہ کوئی کشفی یا الہامی آواز ہے۔ بلکہ وہ بالکل ایسی ہی آواز تھی۔ جیسے کوئی سمجھتا ہے۔ کہ اسے کوئی آواز دے رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ غالباً میری آنکھ کھل گئی ہے۔ نماز کا وقت ہے۔ اور کوئی شخص مجھے نماز کی اطلاع دینے کے لئے آیا ہے۔ میں نے وعلیکم السلام کہا اور پوچھا کون ہے مگر کون ہے کا کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے دوبارہ کہا کون ہے۔ مگر پھر بھی کوئی شخص نہ بولا۔ تب میں نے سمجھا کہ درحقیقت یہ الہامی آواز ہے۔ اور میں نے اسے ظاہر پر محمول کیا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ اس وقت آدھی رات کا وقت ہے۔ اور اس وقت کسی کے آنے کا امکان ہی نہیں ہوسکتا تھا۔

اسی قسم کے السلام علیکم کا معاملہ میرے ساتھ پہلے بھی بعض دفعہ ہوا ہے۔ مگر نیم خوابی اور غنودگی کی حالت میں۔ لیکن

اس قسم کا نظارہ

میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے۔ اس وقت میں اتنا جاگ رہا تھا۔ کہ میرے واہمہ میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ یہ غیر معمولی نظارہ ہے۔ ایک اور موقعہ پر بھی مجھے یاد ہے۔ کہ میں نیم غنودگی کی حالت میں تھا۔ یہ مصری صاحب کے فتنہ کے وقت کی بات ہے۔ اور میں سوچ رہا تھا۔ کہ لوگ کس قسم کے فتنے پیدا کر دیتے ہیں۔ ان دوستانہ تعلقات کی وجہ سے جو مجھے مصری صاحب کے ساتھ تھے۔ میری طبیعت پر ایک بوجھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ میرے پاس دوڑتا ہوا آیا ہے۔ اور السلام علیکم کہہ کے کہتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ غرض میرے ساتھ کئی دفعہ ایسا تو ہوا ہے۔ اور بظاہر جاگنے کی حالت میں ہوا ہے۔ لیکن اس دفعہ السلام علیکم ایسا واضح تھا۔ کہ یہ شبہ ہی نہیں ہوسکتا تھا۔ کہ کسی قسم کی نیند یا غنودگی کی حالت ہو۔ اس رات بھی میں بہت دعا کر کے سویا تھا اور اس نظارہ سے خدا تعالےٰ نے اس امر کے لئے جس کے ملنے میں نے دعا کی تھی۔ یا کسی اور امر کے لئے حفاظت اور سلامتی کا اشارہ فرمایا ہے۔ پھر میں نے اس امر پر غور کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندے کے اطمینان کے لئے کس طرح اپنے رحم کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اگر دنیا کو دیکھا جائے۔ تو وہ ہستی جو قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتی ہے۔ اور جو اس سے پہلی کتب سے معلوم ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی نسبت ہی نظر نہیں آتی۔ اور پھر جب ہم

عالم وجود کا سائنٹیفک مطالعہ

کرتے ہیں۔ تو درحقیقت وہ اس عالم سے زیادہ ہے جو ہمیں عام حالات میں نظر آتا ہے۔ ایک زمیندار جو اپنے گھر سے کہیں باہر نہیں نکلا۔ اور اسے کوئی تصور نہیں کہ یادہ دنیا کے معنے اور سمجھتا ہے اور ایسا شخص جو سیاح ہے اور وہ مختلف ممالک کو اپنی سیر و سیاحت کے دوران میں دیکھ آیا ہے وہ دنیا کے اور معنے سمجھتا ہے۔ ایک جغرافیہ دان دنیا کے معنے کچھ اور سمجھتا ہے ایک علم ہیئت کا جاننے والا دنیا کے کچھ اور معنے سمجھتا ہے اور ایک علم ہیئت عالیہ کا جاننے والا دنیا کے بالکل اور معنے سمجھتا ہے اور ایک علم ہیئت عالیہ کے ساتھ سائنس اور جیالوجی کا جاننے والا دنیا کے معنے بالکل اور سمجھتا ہے۔ دونوں کے علم میں اتنی بھی نسبت نہیں جتنی ایک کنوئیں کے مینڈک اور ایک سمندر کے مینڈک کی ذہنیتوں کے درمیان نسبت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں ایک سمندر کا مینڈک کسی کنوئیں کے مینڈک سے ملا۔ دونوں ہم قوم ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے حالات پوچھنے لگے۔

کنوئیں کے مینڈک

نے سمندر کے مینڈک سے پوچھا کہ کیا سمندر زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ سمندر کے مینڈک نے کہا ہاں سمندر بہت زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ یہ سن کر کنوئیں کے مینڈک نے ایک چھلانگ ماری۔ مینڈک چھلانگ اچھی مارتا ہے اور کود کر بہت زیادہ فاصلہ پر جا پڑتا ہے۔ وہ مینڈک زور سے چھلانگ مار کر جیسے حد ہی کر دی جاتی ہے کہنے لگا کیا سمندر اتنا بڑا ہوتا ہے؟ سمندر کے مینڈک نے کہا یہ تو کچھ بھی نہیں تب کنوئیں کے مینڈک نے دو چھلانگیں لگائیں اور پوچھا۔ تو کیا اتنا بڑا ہوتا ہے۔ سمندر کے مینڈک نے کہا یہ تو کچھ بھی نہیں۔ تب کنوئیں کے مینڈک نے تین چھلانگیں لگائیں اور پوچھا تو کیا اتنا بڑا ہوتا ہے اور سمجھا کہ اس سے بڑا تو سمندر ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر سمندر کے مینڈک نے پھر بھی یہی کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس پر کنوئیں کے مینڈک نے منہ پھیر کر کہا چل جھوٹا کہیں کا۔ میں نہیں مانتا کہ سمندر اتنا بڑا ہوتا ہے کنوئیں کے مینڈک کی ذہنیت میں

سمندر کی لمبائی چوڑائی

نہیں آسکتی تھی۔ کیونکہ اس نے سمندر دیکھا ہی نہیں تھا وہ اس کا اندازہ ہی کیا لگا سکتا تھا۔ کنوئیں کے مینڈک اور سمندر کے مینڈک کی ذہنیت میں جتنا فرق ہوتا ہے اس سے سینکڑوں ہزاروں درجے زیادہ فرق ایک گنوار اور اس آدمی کی ذہنیت میں ہوتا ہے جو علم ہیئت سائنس اور جیالوجی کو جانتا ہے۔ کیونکہ وہ دنیا کے سامنے ایسا نظریہ پیش کرتا ہے جو باوجود وسعت کے اس کے ساتھ یہ قید بھی لگا دیتا ہے کہ اس دنیا کا اندازہ انسانی مقدرت سے باہر ہے خواہ وہ اندازہ حسابی اعداد کے لحاظ سے ہو یا روشنی کے سالوں کی صورت میں ہو۔ بہرحال انسان اس کا اندازہ لگانے سے قاصر ہے۔ وہ آدمی جو گاؤں میں رہنے کی وجہ سے دنیاوی علوم سے نابلد ہے اور دنیا کے حالات سے ناواقف ہے وہ اس دنیا کا کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔

سو ایسی دنیا جس کا اندازہ باوجود ہزاروں سال کی کوشش کے اور باوجود مختلف ذرائع مہیا ہونے کے جن سے فاصلے اور وقتوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ انسان نہ کر سکا۔ وہ دنیا جس کو انسان ابھی تک نہیں سمجھ سکا۔

مذہب کہتا ہے

کہ اس وسیع دنیا کو خدائے قادر نے کُن کے لفظ سے پیدا کیا ہے۔ اس وسیع دنیا کو خدا تعالےٰ کے ہتھیاروں سے کوئی بھی تو نسبت نہیں۔ وہ دنیا جس کی پیدائش کا علم تو الگ رہا اس کے اسرار کو جاننے کی بات تو الگ رہی اس کی لمبائی اور چوڑائی کو اور اس کے پھیلاؤ کو دریافت کرنے کے لئے متواتر کوششوں کے بعد بھی انسان دریافت نہ کر سکا۔ بلکہ بجائے معلوم کرنے کے وہ حیرت میں پڑھتا گیا۔ اس دنیا کے متعلق جس کی لمبائی اور چوڑائی کو سینکڑوں اور ہزاروں سال کی کوششوں کے بعد بھی انسان معلوم نہ کر سکا قرآن کریم کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے کُن کہا اور وہ پیدا ہوگئی۔ اور یہ صرف ایک دفعہ ہی نہیں۔ بلکہ

قرآن کریم کہتا ہے

کہ وہ ہمیشہ کُن کہتا ہے۔ "فیکون" اور نئی سے نئی دنیا پیدا ہوتی رہتی ہے۔ یہ "فیکون" کی جو حالت ہے اس کو بھی سائنس نے ثابت کیا ہے۔ جنگ کے بعد دنیا کے پھیلاؤ کے اندازے لگائے گئے تھے۔ وہ غلط ثابت ہوئے اور یہ خیال کیا گیا کہ یہ اندازے ہی غلط لگائے گئے تھے پھر دوبارہ اندازے لگائے گئے مگر وہ بھی غلط ثابت ہوئے تب معلوم ہوا کہ یہ اندازے غلط نہیں لگائے گئے تھے بلکہ دنیا برابر پھیل رہی ہے اور جب بھی اس کے پھیلاؤ کا اندازہ لگایا جاتا ہے پہلے سے اس کا پھیلاؤ زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

قریب کے زمانہ کی بات ہے کہ یہ بات معلوم ہوئی کہ نہ صرف

دنیا پھیل رہی ہے

بلکہ اس کے پھیلنے کی رفتار تیز ہو رہی ہے۔ گویا ساری کوششیں جو ماضی میں اس کے پھیلاؤ کو معلوم کرنے کے لئے کی گئی تھیں رائیگاں گئیں۔ اس ساری دنیا کے مقابلہ میں زمین کی حیثیت اتنی بھی نہیں جتنی حیثیت ایک چیونٹی یا جوں کی زمین کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ ایک چیونٹی یا جوں کو زمین کے مقابلہ میں جو نسبت ہوتی ہے اس سے بھی کم اس دنیا کو عالم وجود سے نسبت ہے۔ اس کے مقابلہ میں انسان کی حیثیت تو ظاہر ہے۔ انسان اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اور اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے کتنا مجبور ہے۔ جسمانی بناوٹ کے لحاظ سے اور ذہنی کیفیات کے لحاظ سے جب ہم انسان کو دیکھتے ہیں اور پھر اس بات کو دیکھتے ہیں کہ انسان کی دنیا کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے اور ہماری دنیا کی سارے عالم کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے۔ اور پھر اس عالم کی اگلے اور پچھلے عالموں کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے۔ اور جب ہم ساتھ یہ دیکھتے ہیں کہ ان سب عالموں کو خدا تعالیٰ نے ایک لفظ کن سے پیدا کر دیا تو پھر خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں انسان کی حیثیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کرنا بالکل مضحکہ خیز ہو جاتا ہے۔

جتنا ہم علم میں بڑھتے جاتے ہیں اور پھر

دنیا کا اندازہ

لگاتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جب انسان اپنی پوری طاقتوں اور قوتوں کا اندازہ لگا کر یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ دنیا کتنی بڑی ہے تو دنیا اور پھیل جاتی ہے یا یوں کہو کہ ایک طاقت ور ہستی اس کا ہر وقت مقابلہ کرتی ہے۔ جب وہ دیکھتی ہے کہ انسان اپنے ایجاد کردہ علوم کی وجہ سے دنیا کا اندازہ لگانا چاہتا ہے تو وہ کہتی ہے ٹھہرو۔ اب اندازہ لگاؤ اور پھر انسان حیرت زدہ ہو کر کھڑا رہ جاتا ہے یہ انسان ہے اور وہ خدا ہے۔ یہ انسان جس کی حیثیت خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اس سے بھی ادنیٰ ہوتی ہے جتنی حیثیت کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ خوردبینی کیڑے کی انسان کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ اسے خدا تعالیٰ کہتا ہے

السلام علیکم

کبھی وہ براہ راست کہتا ہے اور کبھی کسی فرشتے کے ذریعہ سے کہتا ہے۔ یہ کتنی حیرت انگیز بات معلوم ہوتی ہے بلکہ اگر مذہب کے اصولوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو ایک مضحکہ خیز بات معلوم ہوتی ہے۔ تم ذرا قیاس تو کرو کہ اگر مال روڈ پر چلتے چلتے کوئی کھلے کے بیٹے کو جھک کر سلام کرے تم ذرا اندازہ تو کرو کہ ایک قوم کا لیڈر۔ ایک بڑا جرنیل اور ایک بڑا کمانڈر سڑک پر چلتے ہوئے ایک چیونٹی کو جھک کر سلام کرے تو تم اسے کیا سمجھو گے تم یہی سمجھو گے کہ اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ایک بندے کو سلام کرنا تو اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔ وہاں کچھ تو نسبت ہے مگر یہاں تو کچھ بھی نسبت نہیں۔ اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ سمجھا جائے کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کا دماغ چل گیا ہے اور یا یہ سمجھ لیا جائے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی خلقت کا اندازہ لگانا مشکل ہے اسی طرح

خدا تعالیٰ کی ملاطفت

اور رحم کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ جس طرح انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ دنیا کہاں سے پیدا ہوئی۔ اسی طرح انسان یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ رحم اور کرم خدا تعالیٰ لایا کہاں سے ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی سوچنے والی ہے کہ خدا تعالیٰ تو انسان کو السلام علیکم کہتا ہے مگر کیا بندہ بھی خدا کو السلام علیکم کہتا ہے۔ السلام علیکم کہنا تو الگ رہا کیا بندہ خدا تعالیٰ کے السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام کہتا ہے۔ ہزاروں ہزار ایسے لوگ ہیں جن کا

صبح سے شام تک

سارا دن بیوی کی طرف منہ کر کے باتیں کرتے ہوئے گزر جاتا ہے۔ جن کا صبح سے شام تک سارا دن بچوں کی طرف منہ کر کے باتیں کرتے ہوئے گزر جاتا ہے جن کا صبح سے شام تک سارا دن دوستوں اور دفتری اور کاروباری لوگوں سے جن سے ان کے تعلقات ہوتے ہیں باتیں کرتے ہوئے گزر جاتا ہے۔ لیکن صبح سے شام تک ایک سیکنڈ کے لئے بھی وہ اس ہستی کی طرف منہ کر کے بات نہیں کرتے جس کا ان سے بات کر لینا اگر مذہب اس کی حقیقت بیان نہ کرے تو مضحکہ خیز نظر آتا۔ انسان کی خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اتنی بھی حیثیت نہیں جتنی حیثیت ایک چیونٹی یا مکھی کو انسان کے مقابلہ میں حاصل ہوتی ہے۔ مکھی انسان کے مقابلہ میں حیثیت رکھتی ہے مگر انسان کی خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کچھ بھی تو حیثیت نہیں وہ تو اس دنیا کے مقابلہ میں بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتا جس کو خدا تعالیٰ نے کن کے لفظ سے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ السلام علیکم کہتا ہے۔ مگر بندہ السلام علیکم تو الگ رہا اس کے جواب میں وعلیکم السلام بھی نہیں کہتا بلکہ بسا اوقات وہ خدا تعالیٰ کا سلام سن کر شعر سے منہ پھیر لیتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

خدا تعالیٰ کے حضور

میں کھڑے ہو کر قیامت کے دن کہیں گے کہ اے میرے خدا! افسوس ہے میری قوم پر جن کو میں نے تیرا سلام دیا۔ تیرا پیام دیا۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ تیرے سلام اور پیام کو سن کر شادی مرگ ہو جاتے بجائے اس کے کہ وہ اسے سن کر مرعوب ہو جاتے بجائے اس کے کہ وہ اسے سن کر ممنون ہوتے۔ بجائے اس کے کہ وہ اسے سن کر ان کے جسم کا ہر ذرہ اور ان کے دل کی ہر ہر تار کانپنے لگ جاتی بجائے اس کے کہ انسان اس سلام کے جواب میں شکریہ بجا لاتا اور اپنی عقیدت کا اظہار کرتا اس نے کیا کیا اتخذوا ھذا القرآن مھجورا انہوں نے تیرے سلام اور تیرے پیام کو اپنی پیٹھوں کی طرف پھینک دیا اور کہا۔ دور ہو جا ہم تیری پرواہ نہیں کرتے۔ ہمیشہ سے دنیا یہی کرتی چلی آئی ہے۔ مگر وہ دنیا جو یہ جانتی نہیں کہ خدا تعالیٰ کیا ہے اس کا رسول کیا ہے۔ وہ جو کرتی ہے اسے کرنے دو۔ میں مومن سے پوچھتا ہوں جو کہتا ہے کہ خدا ہے جو جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی کیا حیثیت ہوتی ہے جو سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا بندے کو مخاطب کرنا خواہ وہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ

ایک عظیم الشان انعام

ہے۔ میں اس سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام کو سنتا ہے اور پھر اس کا جواب نہیں دیتا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ قرآن فرشتوں کے ذریعہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا کر ناتقانوکیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے اس کی نعوذ باللہ بے ادبی کرتے تھے کہ یہ فرشتوں کے ذریعہ سے کیوں نازل ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ قرآن کریم کیوں نازل نہیں کیا۔ اگر قرآن کریم کو بالواسطہ نازل کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتا تو آپ کو بھی قرآن کریم پھینک دینا چاہئے تھا۔ لیکن جب تم سنتے ہو یا پڑھتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے آپ پر قرآن کریم فرشتوں کے ذریعہ سے نازل کیا ہے تو تمہارے نزدیک

قرآن کریم کی اہمیت

کم نہیں ہو جاتی۔ تم جب سنتے ہو کہ آپ پر قرآن کریم فرشتوں کے ذریعہ سے نازل ہوا ہے تو تم کہتے ہو سبحان اللہ! اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتوں کے ذریعہ قرآن کریم ملنے پر اس کی عظمت کم نہیں ہو جاتی۔ تو پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآن کریم ملنے سے تمہارے نزدیک اس کی عظمت کیوں گر جاتی ہے تم اگر کہہ سکتے ہو تو یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک فرشتے قرآن کریم لائے جو ادنیٰ حیثیت رکھتے تھے اور ہم تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم لائے جو فرشتوں سے افضل تھے۔ اگر تم ایسا کہو تو تمہارے نزدیک قرآن کریم کی عظمت کتنی بڑھ جاتی ہے۔ لیکن افسوس جیسا کہ میں نے بتایا ہے وہ ہستی جسے السلام علیکم نہیں کہنا چاہئے تھا۔ بوجہ اس کے کہ وہ بڑا ہے اور اعلیٰ شان رکھتا ہے وہ تو السلام علیکم کہتا ہے لیکن وہ بندہ جسے یہ سلام سن کر شادی مرگ ہو جانا چاہئے تھا وہ جواب نہیں دیتا۔ بسم اللہ کی ب سے لے کر والناس کی س تک قرآن کریم کا ہر ہر کلمہ۔ اس کا ہر ہر لفظ اور ہر ہر حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لئے

سلام کا پیغام

لے کر آیا ہے۔ لیکن بندہ اس کا جواب دینے کے لئے تیار نہیں۔ کسی وقت کسی بندے نے خدا تعالیٰ کے سلام کا جواب دیا تھا اور نہایت شاندار طور پر دیا تھا۔ مگر اب انسان اسے جواب دینے کے لئے تیار نہیں اب بھی مسلمان اگر خدا تعالیٰ کے سلام کے جواب کیلئے تیار ہو جائیں اور اس کی قدر کے لئے تیار ہو جائیں تو یقیناً ان کی دنیا بدل سکتی ہے۔ ان کی ناکامی فلاح اور کامیابی کے ساتھ بدل سکتی ہے۔ /

وصل الٰہی کی حقیقت

(از حضرت پیر منظور محمد صاحب موجد قاعدہ یسرنا القرآن)

(۳)

انسان کی فطرت میں ہے۔ کہ کوئی کام بے فائدہ نہیں کرتا۔ انسان کا ہر قول اور فعل اور سکون کسی نہ کسی فائدہ کی بنا پر ہوتا ہے۔ لیکن عقلمند اور دانا انسان وہ ہے جو اپنے حقیقی فائدہ کو جانتا ہو۔ سو واضح ہو۔ کہ انسان کا حقیقی فائدہ دائمی طور پر جسمانی دکھ سے بچنے اور دائمی طور پر جسمانی لذات کے حاصل کرنے میں ہے۔ اس کے سوا باقی جو کچھ ہے۔ ان دونوں باتوں کے حاصل کرنے کے ذرائع اور اسباب اور وسائط ہیں۔ خدا تعالیٰ سے ہمیں اسی لئے محبت ہے۔ اور ہم اسی لئے اسی کے طالب ہیں۔ کہ وہ ان دونوں باتوں کے حاصل کرنے کا حقیقی اور اصل ذریعہ اور سبب اور منبع ہے۔ خدا تعالیٰ خیر محض اسی لئے ہے۔ کہ وہ جسمانی دکھوں سے بچانے والا اور جسمانی لذات کا عطا کرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہا۔ تو سب سے پہلے اس نے مادہ کو پیدا کیا۔ پھر اس مادہ سے زمین و آسمان اور مافیہا کو بنایا۔ اور اس مادہ سے انسان کا جسم بنایا۔ پھر محدود طور پر انسان کو سوائے صفت ازلیت کے اپنی تمام صفات دے کر اپنا مظہر بنایا۔ پھر جسمانی لذت کی خواہش نہایت شدید طور پر اس کے دل میں ڈال دی۔ اور جسمانی لذت کو اس کا مقصود اور مطلوب بنا دیا۔ تا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق کرنے کا اور اس سے محبت کرنے کا ذریعہ ہو۔ کیونکہ جسمانی لذت کا دینے والا خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ پس اس کے حاصل کرنے کے لئے لابدی طور پر انسان کو خدا تعالیٰ سے تعلق کرنا پڑتا ہے۔ غرض جسمانی لذت کی خواہش نہایت شدید طور پر اس کے دل میں ڈال دی ہے اور جسمانی لذت کو اس کا مقصود اور مطلوب بنا دیا۔ چنانچہ جس شخص کو اس بات کا یقین ہو جائے۔ کہ اب آئندہ مجھے جسمانی لذت نہیں ملے گی تو پھر وہ زندہ رہنا نہیں چاہتا۔ اور انسان کا اپنے جسم اور مادہ سے تعلق صرف اسی دنیا میں نہیں۔ بلکہ دائمی ہے۔ مرنے کے بعد بھی انسان کا تعلق جسم سے ہوگا۔ چنانچہ خواب میں اور کشف میں جو اس جہان سے الگ جہان ہیں۔ انسان کا تعلق جسم سے اور مادہ سے ہوتا ہے۔ اس کا ثبوت رسالہ دیدار الٰہی ۲ میں کسی جگہ دے دیا گیا ہے۔ فیج اعوج کے صوفیوں کے اس خیال کا رد بھی کہ انسان کا انتہا جسم اور مادہ کو چھوڑ دینا اور قطرہ کی طرح دریا میں خدا تعالیٰ کے اندر جذب ہو جانا ہے۔ رسالہ دیدار الٰہی نمبر ۳ میں موجود ہے۔ غرض انسان کا حقیقی فائدہ یہ ہے۔ کہ اسے دائمی طور پر اور بلا کدورت جسمانی لذات حاصل ہوتی رہیں۔ ختم ہو جانے والی جسمانی لذات ہرگز انسان کا حقیقی اور اصل فائدہ نہیں۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ دائمی طور پر جسمانی لذات کے حاصل ہونے کی جگہ آخرت ہے۔ یہ دنیا نہیں۔ اس دنیا میں صرف آخرت کی لذات کا نمونہ ہے۔ اور نمونہ سے پیٹ نہیں بھرا کرتا۔ اسی لئے قرآن شریف میں ہے۔ والآخرۃ خیر و ابقٰی۔ واضح ہو کہ فیج اعوج کے صوفیوں نے قرآن شریف کی آیت واللہ خیر و ابقٰی سے یہ سمجھا ہے۔ کہ آخرت کی جنت اور جسمانی لذات کو مقصود اور مطلوب نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو مقصود اور مطلوب بنانا چاہیئے۔ لیکن واضح ہو کہ اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی صفات مقصود نہیں بلکہ ذات مقصود ہے۔ یہاں صرف اللہ کا لفظ اس لئے فرمایا۔ کہ نام میں صفات شامل ہوتی ہیں۔ کیونکہ نام اور ذات کا قیام بغیر صفات کے ناممکن ہے۔ اور صفات کے لئے ذات اور نام کا ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے صرف اللہ کے لفظ پر اکتفا فرمایا۔ غرض ذات اور نام کے لئے صفات کا ہونا لابدی ہے۔ ورنہ ذات کا ثبوت محال ہے۔ دراصل صفات ہی قائم مقام ذات کے ہوتی ہیں۔ بغیر صفات کے ذات کوئی چیز نہیں۔ الغرض فیج اعوج کے صوفیوں کا یہ خیال کہ ہمیں صفات سے غرض نہیں۔ صرف ذات مقصود ہے غلط ہے۔ تمام قرآن شریف صرف صفات کے ذکر سے ہی بھرا ہوا ہے۔ ذات کے لئے صرف اللہ کا لفظ بطور نام آیا ہے اور اللہ کی تشریح میں صفات کو پیش فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا۔ اللہ الذی خلق الخ اور فرمایا اللہ لا الٰہ الا ھو الخ اور فرمایا الحمد للہ رب العلمین غرض انسان کا مقصود صفات الٰہی سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے۔ ام الصفات رحمت ہے اور رحمت کا کام ربوبیت ہے۔ اور انسان کی ربوبیت یہی ہے۔ کہ اسے دائمی طور پر بلا کدورت جسمانی لذات حاصل ہوں۔ اور رضائے الٰہی اسی لئے مقصود ہے۔ کہ رضائے الٰہی کے بغیر دائمی طور پر جسمانی لذات کا حاصل ہونا محال ہے۔ مجازی معشوق کا وصل بھی بغیر اس کی رضا کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مجازی معشوق کے وصل میں جسمانی لذت ہی حاصل کی جاتی ہے۔ یہی صورت وصل الٰہی کی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی رضا کا سارٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کی مرضی اور اسکی محبت کے ماتحت خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے دائمی طور پر جسمانی لذات حاصل کرنا اسی کا نام وصل الٰہی ہے۔ چنانچہ آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں انعمت کے لفظ میں نعمتوں کی طرف اشارہ ہے۔ انعمت علیھم کے لفظ میں انبیاء اور اولیاء کی راہ چلنے کا بھی یہی مطلب ہے۔ کیونکہ ان کا انتہائی مقام اور مراد بھی جنت کی نعمتیں ہیں۔ اور جنت قرآن شریف کی تشریح کے مطابق جسمانی لذات کی جگہ ہے۔ غرض صفات الٰہی کو چھوڑ کر ذات الٰہی کے معلوم کرنے کے درپے ہونا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ ذات کسی چیز کی بھی معلوم نہیں ہو سکتی۔ دراصل صفات کے ساتھ تعلق کرنا ہی ذات کے ساتھ تعلق کرنا ہے۔

مجازی وصل میں بھی سب سے پہلے صفات کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ پھر صفات سے فائدہ حاصل کرنے کا پختہ ارادہ عاشق کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے عاشق صاحب صفات کا بندہ بن جاتا ہے۔ اور کامل اطاعت سے صاحب صفات کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر جب صاحب صفات راضی ہو جاتا ہے۔ تو وہ یعنی صاحب صفات یعنی معشوق خود ہی اپنی صفات سے اپنے طالب کو فائدہ پہنچانے کا ارادہ کر لیتا ہے۔

مندرجہ بالا بیان کے مطابق ہی سورہ فاتحہ کی ترتیب ہے۔ چنانچہ انسان کو اپنا عاشق اور طالب بنانے کے لئے سورہ فاتحہ کی پہلی دو سطروں میں خدا تعالیٰ نے اپنا حسن پیش کیا ہے۔ یعنی چار صفات پیش کی ہیں جو یہ ہیں:- اول رحمانیت کا حسن یعنی بلا مانگے فائدہ پہنچانا۔ دوم رحیمیت کا حسن۔ یعنی سوال کرنے پر عطا فرمانا۔ سوم رب العالمین ہونے کا حسن۔ یعنی کسی مخلوق کا بھی خدا تعالیٰ کی ربوبیت سے محروم نہ ہونا۔ اس کے علاوہ ہر حالت اور ہر مقام میں ربوبیت کرنا۔ یعنی اس دنیا میں بھی اور عالم آخرت میں بھی۔ کیونکہ عالمین کے لفظ سے دونوں جہان مراد ہیں۔ اور عالم کے معنے حالت کے بھی ہیں۔ ہر حالت کے لفظ میں مصیبت بھی داخل ہے۔ یعنی مصیبت بھی دراصل ربوبیت حاصل کرنے کے لئے آتی ہے۔ چنانچہ آیت ولنبلونکم الخ کا یہی مطلب ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ولنبلونکم کے معنے "ہم ضرور ضرور انعام دیں گے" کرتے تھے۔ پس مومن کو چاہیئے۔ کہ مصیبت اور نقصان کے وقت ہرگز خوف اور حزن میں مبتلا نہ ہو۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ انعام عطا فرماتا ہے۔ آیت الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون سے ثابت ہے۔ کہ مومن کو خوف اور غم نہیں ہوتا۔ مصیبت اور نقصان کے وقت بھی خوف اور غم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے عوض میں مومن کو انعام کی امید ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وترجون من اللہ ما لا یرجون۔ اور آیت ان مع العسر یسرا بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔ یعنی عسر کے بعد ضرور یسر ہوگا۔ آیت ولنبلونکم میں بھی مصیبت اور نقصان پر صبر کرنے یعنی برا نہ ماننے پر بشارت دی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وبشر الصابرین الخ غرض ہر حالت میں خدا تعالیٰ انسان کی ربوبیت کرتا ہے۔ چہارم مالک ہونے کا حسن۔ واضح ہو کہ مالک ہونا بھی انسان کے لئے خدا کا حسن ہے۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جب آدمی کسی چیز کا مالک ہوتا ہے۔ تو اس چیز کی حفاظت کرتا ہے اور اسے ضائع ہونے نہیں دیتا۔ اسی طرح جب خدا تعالیٰ اپنے بندہ سے راضی ہو جاتا ہے۔ تو وہ اسے اپنا بنا لیتا ہے۔ یعنی اس کا مالک ہو جاتا ہے۔ تب وہ اسکی حفاظت کرتا ہے۔ اور اسکی مدد کرتا ہے۔ اور اسے ضائع ہونے نہیں دیتا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کا مالک ہونا بھی خدا تعالیٰ کا حسن ہے۔

ان چاروں حسنوں کو دیکھ کر انسان خدا تعالیٰ کا عاشق اور طالب ہو جاتا ہے۔ اور اس کا قرب اور اسکی رضا حاصل کرنے کے لئے اسکی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے۔ اور اس کا بندہ بن جاتا ہے۔ اس لئے چاروں حسنوں کو دکھانے کے بعد بندے کی طرف سے کہا گیا۔ ایاک نعبد یعنی ہم تیرا حسن دیکھ کر تیرے غلام بن گئے۔ اور تیرے سوا ہم اور کسی کو اپنا محبوب نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ تو حسن میں لاثانی اور لاشریک ہے۔ اس کے بعد بندے کی طرف سے فرمایا۔ ایاک نستعین یعنی چونکہ ہم مخلوق ہیں۔ اور مخلوق ہونے کی وجہ سے ناقص اور کمزور ہیں۔ اس لئے ہم تیری مدد اور توفیق کے بغیر تیری عبادت بھی نہیں کر سکتے۔ پس تو ہمیں توفیق دے۔ تاکہ ہم تیری کامل عبادت اور کامل اطاعت کرنے کے شوق کو پورا کر سکیں۔ اس کے بعد بندہ یہ التجا کرتا ہے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یعنی اول تو ہمیں اپنی اطاعت کی راہ میں بتلا۔ پھر جب ہم تیری توفیق سے تیری اطاعت کے اس درجہ پر پہنچ جائیں۔ کہ تو ہم سے راضی ہو جائے، تو ہم پر اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دے۔ تاکہ ہم تیرے وصل سے سرشار ہو جائیں۔ غرض وصل الٰہی سے مراد صفات الٰہی سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ اور صفات سے فائدہ حاصل کرنا قائم مقام وصل کے ہے۔ وصل کی حقیقت سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ واضح ہو کہ مسلمان صوفیا اور علماء میں پرانے زمانہ سے ذات صفات کا جھگڑا چلا آتا تھا۔ سو الحمد للہ کہ مضمون مندرجہ ...

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام زمیندار بھائیوں کے نام

تین تین سیر فی کس گندم یا آٹا جلسہ سالانہ پر ضرور لیتے آئیں

"میں اپنے زمیندار بھائیوں سے کہتا ہوں۔ کہ ہر وہ شخص جو جلسہ پر آئے۔ یا وہ افراد جو جلسہ پر آئیں۔ وہ اپنے ساتھ تین تین سیر گیہوں یا آٹا فی کس کے حساب سے لیتے آئیں۔ اس تین سیر گیہوں یا آٹا میں ایک کھانا گندم یا آٹا لانے والے کا ہوگا۔ اور ایک ایسے آدمی کا کھانا ہوگا۔ جو غریب ہے۔ یا شہری ہے۔ اور وہ اپنے ساتھ گندم یا آٹا نہیں لا سکتا۔ یعنی ڈیڑھ سیر گندم یا آٹا فی کس کھانے کا اندازہ ہے۔ ان تین سیر میں ڈیڑھ سیر اس فرد کا ہوگا۔ اور ڈیڑھ سیر ایک اور شخص کا ہوگا۔ جو خدا تعالیٰ کے دفتر میں اس کا مہمان لکھا جائے گا۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جلسہ پر آنے والے احباب سے گذارش ہے۔ کہ جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے وقت اپنے ہمراہ تین تین سیر گندم یا آٹا لائیں۔ تاکہ سلسلہ کی طرف سے مہمانوں کی مہمان نوازی کی جا سکے۔

(نظارت بیت المال ربوہ ڈاکخانہ چنیوٹ)

احباب جماعت فوری توجہ فرمائیں

جماعتیں مجلس مشاورت کیلئے جلد نمائندے منتخب کریں

الفضل میں کئی بار اعلان ہو چکا ہے کہ امسال مجلس مشاورت انشاء اللہ ۱۵-۱۶ اپریل کی درمیانی شب کو ربوہ میں منعقد ہوگی۔ لیکن ابھی تک بہت کم جماعتوں نے اپنے نمائندوں کے انتخاب سے مجھے اطلاع دی ہے۔ احباب جماعت اس بارہ میں فوری توجہ فرمائیں۔ اور جتنی جلدی ہو سکے اپنے نمائندگان منتخب کر کے مجھے اطلاع دیں۔ انتخاب ان شرائط کے ماتحت ہونا چاہیئے جو وقتاً فوقتاً الفضل میں شائع ہوتی رہی ہیں۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت)

"لائف آف احمد" کے متعلق

مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی رائے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح زندگی کے متعلق اخویم درد صاحب محترم کی تصنیف کا مطالعہ میں نے کیا ہے۔ جوں جوں میں اسے پڑھتا گیا۔ اس کے مطالعہ کا شوق بڑھتا گیا۔ اور شکرگزاری کا احساس ہے کہ الحمد للہ ایک بہت بڑی کمی جو ہمارے لٹریچر میں تھی۔ اسے آں موصوف نے بڑی محنت سے ایک حد تک پورا کر دیا ہے۔ اس احساس شکریہ کا اظہار میں نے گزشتہ ماہ کراچی سے جہاں مجھے کتاب پڑھنے کا موقعہ ملا، درد صاحب محترم سے اپنے ایک خط میں کیا۔ اس قابل قدر کتاب میں جہاں اور بہت سی خوبیاں ہیں۔ دو باتیں خاص طور پر میرے اپنے افادہ اور دلچسپی کا باعث ہوئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس زندگی کے واقعات کو طبعی ترتیب میں اس خوبی سے پیش کیا ہے۔ کہ حضور کی روحانی نشوونما کی بعض منزلیں جن کا تعلق اصلاح خلق سے ہے مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ واضح سے واضح تر ہوتی چلی گئی ہیں۔ دوسری خصوصیت یہ ہے۔ کہ واقعہ نگاری میں صحت اور سادگی ملحوظ رکھی گئی ہے۔ تکلف کا شائبہ تک معلوم نہیں دیتا۔ اور واقعات دلچسپ انداز سے بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں ایک معتد بہ حصہ آپ کے ذاتی معلومات کا بھی ہے اور یہ بات اگر کسی مؤرخ کو حاصل ہو تو اس کی تصنیف کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔ انتخاب بھی احسن۔ ترتیب بھی ابدع اور بیان بھی ابلغ۔ فجزاہ اللہ عنہ احسن جزاء۔

زین العابدین۔ جودھامل بلڈنگ لاہور $\frac{۲۸}{۴۹}$-۳

اجلاس دارالانوار کمیٹی!

حصہ داران دارالانوار کمیٹی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک نہایت ضروری معاملہ کی وجہ سے مجلس مشاورت کے معاً بعد ایک اجلاس کیا جانا تجویز کیا گیا ہے۔ لہذا دارالانوار کمیٹی کے تمام ممبر جو جلسہ سالانہ پر تشریف لائیں۔ مجلس مشاورت کے بعد اس جگہ تشریف رکھیں۔ اور اجلاس میں شریک ہوں۔

(سیکرٹری دارالانوار کمیٹی)

گورنمنٹ انجینئرنگ سکول رسول

سکول ہذا میں اوورسیر کلاس کے داخلہ کے متعلق تفصیلی اطلاع الفضل مورخہ $\frac{۳}{۴۹}$-۱۵ میں شائع ہو چکی ہے اس سلسلہ میں چند اہم امور پیش کر کے احباب سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ اس سال مخصوص حالات کی وجہ سے جو موقعہ میسر ہے۔ اس سے احباب جماعت کو کماحقہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ہماری جماعت کے نوجوان ۱۹۴۶ء میں ½ ۲ فی صدی ۱۹۴۷ء میں ۳ فی صدی اور ۱۹۴۸ء میں ۳ فی صدی کی تعداد میں سکول ہذا سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس سال نوجوانوں کو کم از کم ½ ۱۲ فی صدی کی تعداد میں آنا چاہیئے۔ ورنہ سمجھا جائیگا کہ دوست انجینئرنگ کی طرف سے غافل ہیں۔

ان دنوں جو لڑکے دسویں کا امتحان دے رہے ہیں۔ وہ مشغول ہونے کی وجہ سے غافل ہیں۔ ان کے والدین کو چاہیئے۔ کہ خود ہمت کر کے درخواستیں مکمل کرا کے بھجوا دیں اور امتحان کے لئے تیاری کروا دیں چونکہ امتحان مقابلہ میں صرف ۲ مضامین ڈرائنگ اور حساب ہوں گے۔ اس لئے تیاری چنداں مشکل نہیں ہوگی۔

ہمارا جلسہ سالانہ — ۱۵-۱۶-۱۷ اپریل

انتظامات کے لئے رضاکاروں کی ضرورت

احباب جانتے ہیں۔ کہ امسال ہمارا جلسہ ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ چونکہ ربوہ میں مقامی آبادی بہت ہی تھوڑی ہے۔ اس جلسہ کے انتظامات کے لئے ان ہزاروں رضاکاروں کی بجائے جو قادیان میں میسر تھے۔ رضاکاروں کی تعداد بیسیوں سے آگے نہ بڑھ سکے گی۔ اس لئے باہر سے آنے والے مہمانوں میں سے بھی کافی تعداد میں رضاکار حاصل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ رضاکارانہ کام وہ نوجوان نسبتاً زیادہ بہتر کر سکتے ہیں۔ جو نظام کی پابندیوں میں رہ کر کام کرنے کی تربیت حاصل کر چکے ہوں۔ اس لئے آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ اپنے علاقہ کے فوجی تربیت یافتہ نوجوانوں کو تحریک کریں۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ جلسہ میں شامل ہوں۔

نیز یہ کہ وہ ۱۳ تاریخ کو ربوہ پہنچنے کی کوشش کریں۔ تیسرے یہ کہ وہاں پہنچتے ہی دفتر خدام الاحمدیہ میں رپورٹ کریں۔ تا ان کی ڈیوٹی لگائی جا سکے۔

چوتھے یہ کہ چونکہ وہاں رہائش کے لئے مکانوں کی کمی ہے۔ اس لئے اپنے خیمے بنانے کا سامان ساتھ لے کر آئیں۔ ایک خیمہ میں چھ سے دس تک نوجوان ٹھہر سکتے ہیں خیمہ کا سامان مندرجہ ذیل ہے۔ ہر ایک کے پاس پانچ چھ فٹ کی بانس کی سوٹی ہو۔ دو دو تہبند۔ چالیس فٹ سوتلی۔ آٹھ کیلے۔ اس کے علاوہ چاقو۔ سوئی دھاگہ ایک رکابی یا پیالہ اور گلاس ساتھ ہو۔ تو یہ زیادہ اچھا ہے۔

اگر ایسے رضاکار ہمیں سینکڑوں کی تعداد میں نہ مل سکے۔ تو ہمارے لئے جلسہ کے موقعہ پر بہترین انتظام کی روایات کا قائم رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ پس امید ہے کہ آپ اس کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس کی طرف پوری توجہ دیں گے۔ جزاکم اللہ

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ پاکستان ۱۰ میکلوڈ روڈ لاہور

قادیان ہمارا ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

۱۔ اس وقت میرے نزدیک کم سے کم یہ تحریک ہونی چاہیئے۔ کہ جماعت کا ہر فرد وصیت کر دے۔"

۲۔ ہر احمدی وصیت کر دے اور دنیا کو بتا دے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کے وعدوں پر جو ایمان اور یقین حاصل ہے۔ وہ قادیان کے ہمارے ہاتھ سے نکلنے یا نہ نکلنے سے وابستہ نہیں۔ بلکہ ہم ہر حالت میں اپنے ایمان پر قائم رہنے والے ہیں۔"

(الفضل ۵ جون ۱۹۴۸ء)

۳۔ کوئی مرد کوئی عورت اور کوئی بالغ بچہ ایسا نہ رہے۔ جس نے وصیت نہ کی ہو۔ تا دنیا کو معلوم ہو جائے کہ تم میں حقیقی ایمان پایا جاتا ہے۔ اور قادیان کے کھوئے جانے کی وجہ سے مقبرہ بہشتی یا اس کے نظام کے متعلق تمہیں کسی قسم کا شک و شبہ پیدا نہیں ہوا۔"

"ہر احمدی کے ایمان کے امتحان کا یہ موقعہ ہے۔ کہ اگر وہ زیادہ قربانی نہیں کر سکتا۔ تو وصیت والی قربانی کر دے۔ اور دشمن کو بتا دے کہ قادیان کے نکلنے کو ہم صرف ایک عارضی مصیبت سمجھتے ہیں ورنہ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ مقام ہمارا ہے۔ اور ہماری لاشیں وہیں دفن ہوں گی۔"

(الفضل ۳۰ جون ۱۹۴۸ء)

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

یاد رہے کہ یہاں کا کورس ۲ سال کا ہے۔ اچھے لڑکوں کو ۳۰ روپیہ ماہوار وظیفہ بھی ملتا ہے مستحقین کو سکول کے مسجد فنڈ سے قرضہ حسنہ بھی ملتا ہے۔ بعض لڑکے ڈسٹرکٹ بورڈ سے کوشش کر کے وظیفہ حاصل کر لیتے ہیں۔ یہاں سے پاس ہونے کے بعد اوورسیر کا موجودہ گریڈ ۹۰ سے شروع ہو کر ۱۷۵ تک جاتا ہے۔ امید ہے کہ یہ گریڈ عنقریب ۱۲۵ سے شروع ہوگا۔ اور ۳۵۰ تک جائیگا۔ جس قدر لڑکے پاس ہوتے ہیں۔ سب کے سب ملازم ہو جاتے ہیں۔ یہاں ماہوار کھانے کا خرچ ۳۰/- روپے کے قریب ہوتا ہے۔ اور فیس پہلے سال ۳۰۰/- روپیہ اور دوسرے سال ۲۰۰/- روپیہ ہے۔ کتب اور سامان وغیرہ ۵۰/- روپیہ

میں احباب سے پر زور درخواست کروں گا۔ کہ کوشش کر کے اس سال زیادہ سے زیادہ تعداد میں نوجوانوں کو بھجوائیں۔ اگر کوئی دوست مجھ سے کچھ دریافت کرنا چاہیں تو جوابی خط ارسال کریں۔ (سردار بشیر احمد انجینئرنگ سکول رسول)

درخواست دعا

میں کئی روز سے سخت بیمار ہوں۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ دردِ دل سے دعائے صحت فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔ (عطاء اللہ ایڈووکیٹ)

امریکہ میں انڈونیشیا کی صورت حال پر بےچینی کا اظہار

لندن ۵ راپریل۔ مسئلہ انڈونیشیا بغیر کسی سمجھوتے کے بدستور حل طلب چلا آرہا ہے اس صورت حال پر امریکہ میں بے چینی کا اظہار کیا جارہا ہے۔ اور عوام ولندیزیوں پر زیادہ نکتہ چینی کررہے ہیں۔ بعض تو یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ ولندیزیوں کے خلاف ناکہ بندی کردینی چاہیئے۔

ان خیالات پر اظہار رائے کرتے ہوئے "دی ٹائمز" کا نامہ نگار واشنگٹن رقمطراز ہے کہ امریکی عوام کی نگاہ میں محکوم عوام اور غیر ملکی حکام کے مابین جھگڑے میں حکومت ہی قابل الزام ہوتی ہے امریکہ کے عوام کا خیال ہے کہ جب تک انڈونیشیا کا مسئلہ طے نہ ہو جائے۔ ہالینڈ کو اسلحہ جات کی امداد نہ دی جائے۔ (اسٹار)

سرکاری ملازمین کی علیحدگی

نئی دہلی ۵ اپریل حال ہی کے گزٹ آف انڈیا میں ایسے قواعد شائع کئے گئے ہیں کہ جن کے مطابق مرکزی حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی سرکاری ملازم تخریبی کارروائیوں میں حصہ لے یا ان سے اس طرح تعلق رکھے۔ کہ اسکے اعتماد میں شبہ پیدا ہو تو اسکو ریٹائرڈ کردیا جائے۔ (ا۔ا۔س)

جرمنی میں امریکی فوج کی مشق

ہیمبرگ۔ ۵ اپریل۔ جرمنی میں امریکی فوج ایسٹر کے بعد ایک وسیع پیمانہ پر فوجی مشق کرے گی۔ اس میں امریکہ کی یورپین کمان کے تمام دستے شرکت کریں گے (اسٹار)

پاکستان کے لئے سلائی کے دھاگے کی سپلائی

نئی دہلی۔ ۵ راپریل۔ حکومت ہند نے ایک کوٹا سسٹم کے مطابق ہندوستان سے پاکستان کو سلائی کا دیسی دھاگہ بھیجنے کی اجازت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ برآمد کی اجازت صرف دھاگہ کے مستند کارخانہ داروں کو دی جائیگی خواہشمند حضرات کو درخواستیں مع اسناد کے ڈپٹی چیف کنٹرولر آف ایکسپورٹس بمبئی کو بھیجنی چاہئیں۔ کلکتہ اور امرتسر کے دفاتر یہ درخواستیں نہیں قبول کریں گے۔

جاوا میں جمہوری افواج میں اضافہ

لندن ۵ راپریل:۔ یہاں انڈونیشی ذریعوں سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاوا میں جمہوری افواج کی تعداد میں کافی اضافہ ہوگیا ہے۔ اور گوریلا سرگرمیاں اعلیٰ پیمانہ پر پہنچ گئی ہیں۔ جاوا میں جمہوری فوجی کمان کے اعلامیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک انڈونیشی ترجمان نے بتایا۔ کہ حقیقت یہ ہے کہ ولندیزی صرف شہری علاقہ کا کنٹرول حاصل کرلینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ مختلف شہروں کے درمیان کے وسیع قطعات ارض اب تک جمہوریہ کے قبضہ میں ہیں۔

شہروں میں ولندیزیوں کے خلاف تحریک نے عدم اشتراک کی صورت اختیار کرلی ہے۔ جو بہت زیادہ وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ہے۔ مشرقی جاوا میں جہاں گوریلا سرگرمیاں زیادہ موثر ثابت ہورہی ہیں۔ گنہ جوک۔ کیدری اور ملنگ گانگ کے اطراف کی سڑکوں پر ولندیزی آمدورفت نہیں ہوسکتی ہے۔ پروبولنگو۔ امنجگ اور مگ سرور دجہ کے درمیان سڑکوں کو ناقابل عبور بنا دیا گیا ہے۔

مرکزی جاوا میں جوکجاکرتہ پر دوبارہ جمہوری فوجوں نے حملے کئے۔ ولندیزیوں کے خیال میں اس شہر پر قبضہ ان کے لئے بہت پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔

مغربی پنجاب میں کپاس کی کاشت

لاہور ۵۔ اپریل:۔ کسی زمیندار کا کسی خاص خطہ کے لئے مقررہ قسم کے کپاس کے بیجوں کے ماسوا کوئی دوسری قسم کا بیج بونا مغربی پنجاب کے کپاس کنٹرول ایکٹ مجریہ ۱۹۴۹ء کے تحت جرم ہے۔ حکومت نے خاص قسم کی کپاس کی کاشت کے لئے حسب ذیل خطہ جات مقرر کئے ہیں ان قطعات اور خطہ جات کے علاوہ دوسرے علاقوں میں اور قسم کی کپاس کی کاشت کی جاسکتی ہے۔

قسم کپاس: ۴ ایف: خطے:۔ تحصیل شورکوٹ جھنگ اور دیپالپور چنیوٹ کا نصف مغربی حصہ اور پاکپٹن ماسوا عارف والا سب تحصیل کے،

ایل۔ایس۔ ایل ایس بھالیہ۔ لائلپور، جڑانوالہ، سمندری، ٹوبہ ٹیک سنگھ، گوجرہ، بھلوال، شاہپور، شیخوپورہ، ننکانہ صاحب ۴۳ کی تحصیلیں اور چنیوٹ کا نصف حصہ

۴۳/ الیف ۲۸۹:۔ چونیاں اور اوکاڑہ کی تحصیلیں منٹگمری ماسوا چیچہ وطنی سب تحصیل کے سوا

۱۲۴۔ الیف و ۱۹۹ الیف:۔ مظفر گڑھ۔ کوٹ ادو۔ علی پور ملتان۔ خانیوال۔ کبیر والا۔ وہاڑی میلسی۔ شجاع آباد لودہراں۔ ڈیرہ غازیخان، جام پور۔ راجن پور اور چیچہ وطنی کی تحصیلیں۔ اور عارف والا سب تحصیل۔ ※

حضر موت کے قحط زدہ علاقہ میں بیس ہزار من اناج پہنچایا گیا

لندن ۵۔ اپریل:۔ ٹائمز نے ایک اداریہ میں لکھا ہے۔ "دنیا کے ویران ترین خطوں میں سے ایک علاقے پر برطانوی ٹرانسپورٹ طیاروں نے روزانہ پرواز کرکے ایک نیک کام مکمل کرلیا ہے۔ وہ حضرموت کے بکھرے ہوئے دیہات کو قحط سے بچانے کے لئے اناج مہیا کرتے رہے ہیں"

حضرموت مشرقی عدن کے زیر حمایت علاقے میں واقعہ ہے۔ اس علاقے کو مصیبتوں کے ایک طویل سلسلے کا شکار ہونا پڑا۔ اس ملک کا گذارہ ایک خاص حد تک بیرونی ملکوں سے آمدہ روپیہ کے ساتھ ہوتا تھا۔ جب جاپانیوں نے مشرق الہند پر حملہ کیا۔ تو اس سے حضرموت کو بڑا نقصان ہوا۔ کیونکہ یہاں کے کئی لوگ مشرق الہند میں بیوپار کرتے تھے۔ اب دولت کا وہ ذریعہ بند ہوچکا ہے۔" حیدرآباد دکن میں جو تبدیلیاں ہوئیں۔ وہ بھی ایک دھکا ثابت ہوئیں نیپال کی طرح حضرموت کے لوگ بھی فوجی بھرتی کی روایات کے علمبردار ہیں نظام کے عرب گارڈ میں یہاں کے پانچ ہزار افراد بھرتی تھے۔ اب یہ گارڈ ٹوٹ چکا ہے۔ اور سارے کے سارے آدمی بیکار ہوگئے ہیں اب یہ حضرموت کو لوٹ رہے ہیں۔ اور اپنے اعزہ و اقارب کو روپیہ بھیجنے سے قاصر ہیں۔"

اس کے بعد یہ ہوا۔ کہ بارشیں نہ ہوئیں۔ اس سے نہ صرف حضرموت بلکہ یمن میں بھی فصلیں ناکام رہیں یمن سے اس علاقہ کو اناج ملتا تھا۔ لیکن یہ ذریعہ بھی بند ہوگیا اور حضرموت کے اسی ہزار باشندوں کو بھوک کا سامنا کرنا پڑا مچھلیوں کو پکڑنے کا کام بھی بند ہوگیا۔ یہاں ساحل کے ساتھ ساتھ مچھلیاں پکڑ کر خشک کی جاتی تھیں اور وہی اونٹوں کے لئے چارے کا کام دیتی تھیں اور اونٹ ہی نقل وحمل کا واحد ذریعہ ہیں۔"

اس پر برطانیہ نے فروری کے مہینے میں چارٹرانسپورٹ طیاروں کی مدد سے تقریباً بیس ہزار من اناج بوریوں کی شکل میں اس علاقے پر گرایا۔ اس طریقے پر لاگت بہت آئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ لاریوں کا بندوبست بھی کیا گیا۔" بہرحال یہ عارضی مدد ہے۔ اصل ضرورت یہ ہے۔ کہ حضرموت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے اس کے لئے پانی کی بہم رسانی۔ زراعت کے بہتر طریق اور بعض ملکی صنعتوں کے اجراء کی تجاویز زیر غور ہیں۔" (ب۔و۔س)

نیا کلاک

لندن ۵ راپریل:۔ برطانیہ کے صنعتی میلے میں ایک نیا برقی کلاک دکھایا جائے گا۔ جو مقررہ وقت پر نہ صرف ریڈیو بند کردیتا ہے۔ بلکہ بجلی بھی بجھا دیتا ہے۔ اگر آپ بستر پر لیٹے لیٹے سو جائیں اور بجلی بجھانی یاد نہ رہے تو یہی کلاک بستر کے قریبی لیمپ کو بھی بجھا دے گا۔ (ب۔و۔س)

※ نوٹ:۔ جھنگ۔ چنیوٹ اور شورکوٹ کی تحصیلوں میں ۲۸۶ الیف کے بیج بوئے جاسکتے ہیں:۔

انتہائی پیچیدہ مسائل بھی پر امن طریق پر حل کئے جا سکتے ہیں

کشمیر میں استصواب کے روشن امکانات پر امریکی اخبار کا تبصرہ

نیویارک ۵ اپریل۔ اخبار نیویارک ہیرلڈ ٹربیون اپنے ایک اداریہ میں رقمطراز ہے کہ کشمیر میں استصواب رائے کی کامیابی کے اچھے امکانات موجود ہیں جو کہ مجلس تحفظ کی جانب سے امیر البحر نمٹز کی نگرانی میں کیا جائیگا۔ جذباتی اور جارحانہ طریقے اختیار کرنے کی دائمی ترغیبوں کے باوجود ہندوستان اور پاکستان دونوں کے سیاسی لیڈر کشمیر کے متعلق اپنے تنازعہ کو مناسب اور پر امن طریقوں سے حل کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ اور ان سے امیر البحر کے ساتھ تعاون کرنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اگر انہوں نے اپنے موجودہ طرز عمل کو برقرار رکھا تو وہ اس بات کا مظاہرہ کریں گے کہ انتہائی پیچیدہ مسئلہ کا بھی پر امن طریق پر تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ اس رویہ پر پاکستان اور ہندوستان دونوں تعریف کے مستحق ہیں۔ پر امن تصفیہ سے وہ اپنی بڑھتی ہوئی شہرت اور وقار میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ (اسٹار)

جب تک ایک ایک ولندیزی سپاہی نکال نہیں دیا جاتا

انڈونیشیا میں جنگ بدستور جاری رہے گی

نئی دہلی ۵ اپریل۔ ہالینڈ اور انڈونیشیا کے درمیان مذاکرات پر تبصرہ کرتے ہوئے جمہوریہ انڈونیشیا کے درمیان مذاکرات پر تبصرہ کرتے ہوئے جمہوریہ انڈونیشیا کی عارضی حکومت کے وزیر خارجہ ڈاکٹر طبرانیس نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ان مذاکرات کا کوئی نتیجہ برآمد ہوگا۔ ایک انٹرویو میں انہوں نے جمہوریہ کے باشندوں کو مالی امداد دینے کی اپیل کی ہے تاکہ وہ ولندیزی نوآبادیت پسندوں کے خلاف جدوجہد آزادی میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ ڈاکٹر طبرانیس نے کہا ہے کہ وہ اس وقت تک چھاپہ مار جنگ کرتے رہیں گے جب تک انڈونیشیا سے آخری ولندیزی اڈہ بھی ختم نہ ہو جائے۔ مجلس تحفظ اور جنرل اسمبلی کے طرز عمل پر تبصرہ کرتے ہوئے انڈونیشی وزیر خارجہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ مجلس تحفظ کوئی مؤثر کام کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ (اسٹار)

شرق اردن اور اسرائیل کے درمیان عارضی صلح کا معاہدہ

بحر مردار کے پوٹاش پر اسرائیل کا کنٹرول

لنڈن ۵ اپریل۔ شرق اردن اور اسرائیل کے درمیان معاہدہ صلح سے عربوں کا تمرد ختم نہیں ہوا۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ تیسری عرب ریاست کے ساتھ صلح کر کے اسرائیل کو قابل ذکر فتح حاصل ہوئی ہے۔ گو شرق اردن کی کامیابیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا رہا۔ مشرق وسطیٰ کے مبصر اس کو اسرائیل کی اعلیٰ ڈپلومیٹک فتح سے تعبیر کرتے ہیں کہ اس نے اہم مواصلات کے علاوہ بحیرہ مردار کے پوٹاش کا کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ شرق اردن کو فلسطین کے نصف حصے کا مؤثر کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ شرق اردن کو فلسطین کے نصف حصے کا مؤثر کنٹرول حاصل ہو گیا ہے۔ اس میں البتہ جنوبی نقب شامل نہیں ہے۔

ان عرب ریاستوں کے رویہ کا اظہار ابھی باقی ہے۔ جنہوں نے گذشتہ سال اس اسکیم پر نکتہ چینی کی تھی کہ شرق اردن عرب فلسطین کو شرق اردن میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شرق اردن اور اسرائیل کے درمیان بحر روم کی بندرگاہ حیفہ سے شرق اردن سامان درآمد کرنے اور ریلوے کو استعمال کرنے کے متعلق بھی ایک سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ (اسٹار)

وزارت زراعت کی طرف سے ایک رسالہ

نئی دہلی ۵ اپریل۔ وزارت زراعت کے دفتر معاشیات و اعداد و شمار نے ہندوستانی جنگلات کے حالات کے بارے میں ایک رسالہ شائع کرنے کا اعلان کیا ہے اس میں ۱۹۳۶-۳۷ء سے ۱۹۴۶-۴۷ء تک کے اعداد و شمار جنگلات کی پیداوار اور مختلف اشیا کی درآمد و برآمد کی پوری تفاصیل مہیا کی گئی ہیں۔

کشمیر ریلیف کے سلسلے میں میلہ کا انتظام

لاہور ۵ اپریل ۱۹۴۹ء کو بارہ بجے سے چھ بجے شام تک آزاد کشمیر کی فوجوں کی امداد میں لیڈی میکلیگن ٹریننگ کالج لاہور میں ایک میلہ لگے گا مس ہنگوئن اس میلہ کا افتتاح کریں گی۔ مختلف سٹالوں کے علاوہ میلہ میں دوسرے تفریحی پروگرام بھی ہوں گے جن میں ڈرامہ بھی شامل ہے۔ میلہ میں صرف مستورات شریک ہو سکیں گی۔ ٹکٹ داخلہ دو آنہ ہے ٹکٹیں میلہ ہی میں ملیں گی۔

بلوچستان میں نئے جنگلات لگائے جائیں گے

کوئٹہ ۵ اپریل۔ بلوچستان کی حکومت نے اسپہاد اور دوست محمد کے علاقوں میں جنگلات لگانے کے لئے بارہ ہزار ایکڑ زمین حاصل کی ہے۔ (اسٹار)

انصار حسین کا عزم ایران

کوئٹہ ۵ اپریل۔ پاکستان کے سائکل چیمپئن انصار حسین قائد اعظم یادگار فنڈ کے سلسلہ میں ایک مظاہرہ کرنے کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں انہوں نے نامہ نگار کو بتایا کہ وہ اپنی پارٹی کے ساتھ جلد ہی براستہ زاہدان ایران کے دورہ پر روانہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کی پارٹی میں نامور شمشیر باز جمعہ خان بھی شامل ہیں۔ (اسٹار)

ہندوستان میں کمیونسٹوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں

امریکہ کے ایک اخبار کا تبصرہ

نیویارک ۵ اپریل۔ اخبار نیویارک ہیرلڈ ٹریبیون کے نامہ نگار نے حیدر آباد دکن کے ان ایک یا دو اضلاع کا دورہ کیا تھا۔ جن پر کمیونسٹوں نے قبضہ کر لیا تھا اور جنہیں اب حکومت ہند کے قبضہ میں لایا گیا ہے۔ اس دورے کی اطلاع کو بیان کرتے ہوئے اخبار اپنے مقالہ افتتاحیہ میں لکھتا ہے:

”کمیونزم کی بیخ کنی کرنے میں حکومت کے افسران پالیسیوں پر عامل ہیں جو اعلیٰ حکام نے مرتب کی ہیں۔ وہ نہ صرف کمیونسٹوں کے خلاف فوجی جدوجہد کر رہے ہیں بلکہ وہ جاگیردارانہ نظام کے مظالم کے خلاف بھی برسر پیکار ہیں۔ کیونکہ ان سے کمیونسٹوں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے

ایک مقامی افسر نے جو سینئے شہری انتظام کا رکن ہے۔ بہت جامع الفاظ میں حکومت کو پیش آنے والی دشواریوں کو بیان کیا ہے۔ اس نے کہا کہ دشواری یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس ہے ان کے پاس بہت ہے اور جن کے پاس نہیں ہے۔ ان کے پاس کچھ نہیں ہے اور یہی بات کمیونسٹ کسانوں کو بتا رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کسانوں کا اعتماد حاصل کر لیا ہے۔ ہم اسکی تردید نہیں کر سکتے اور ہم صرف کسانوں کی جائز شکایات کو دور کر کے ہی کمیونسٹوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔“

ایشیا میں زندگی کے دشوار حالات کے خلاف کسانوں کی ناراضگی سے کمیونسٹوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس کے علاوہ مشرق میں مجلسی ترقی میں دائمی تبدیلی اور خود حکومت کرنے کی خواہش بھی ان کی ممد ثابت ہوئی ہے۔ ہندوستان میں نئی آزاد شدہ خود مختار حکومت پہلے سے قائم ہے۔ اسلئے ہندوستانی کمیونسٹ اپنی توجہ کسانوں کی بے چینی اور مجلسی تبدیلیوں سے فائدہ اٹھانے پر مرکوز کر رہے ہیں۔ ہندوستان کے بڑے بڑے سیاسی لیڈر مسئلہ کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اور انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ کمیونزم کی مخالفت کریں گے نہ صرف انہیں دبا کر بلکہ دیہاتی آبادی کو اپنا کر تاکہ وہ حکومت کے پروگرام کی پرجوش طریقہ پر حمایت کرنے لگیں۔

”حکومت کی تجاویز کا اسی وقت اثر ہو سکتا ہے۔ جب انہیں عملی جامہ پہنا دیا جائے۔ اگر چین کی طرح سے کاغذی وعدوں کے علاوہ کچھ نہ کیا گیا۔ تو کمیونسٹ طاقت ور ہوتے چلے جائیں گے۔

پھر بھی نامہ نگار مذکور رقمطراز ہے۔ کہ وزیر اعظم پنڈت نہرو جیسے آدمیوں کے نظریات کو ایک علاقہ میں اہل اور قابل مقامی افسروں کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اگر یہی بات دوسرے علاقوں میں ہو۔ تو ہندوستان میں کمیونسٹوں کی امیدیں ختم ہو جائیں گی۔ ورنہ ہندوستان کمیونسٹوں کی ایک اور فتح کا مرکز بنے گا۔“ (اسٹار)

حیدر آباد میں ملازمت

حیدر آباد (سندھ) ۴ اپریل۔ ایمپلائمنٹ ایکسچینج حیدر آباد (سندھ) کے منیجر مسٹر اکبر نے اسٹار کو بتایا کہ گذشتہ ۶ ماہ میں ۴ ہزار امیدواروں میں سے ۵۰۰ کو ملازمت دلائی گئی۔ (اسٹار)

لندن کی دوکانوں پر چوری

لندن ۵ اپریل۔ دنیا کے تمام بڑے شہروں پر دوکانوں پر سے مال اڑا لیجانے کا مسئلہ نازک صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ لندن میں حالیہ ایک جائزہ ہے اس سلسلہ میں عجیب رجحان کا ایک انکشاف ہوا ہے۔ دوران جنگ میں عورتیں اس کام میں بہت سرگرم تھیں۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ مرد دوکانوں پر سے سامان اٹھانے کے زیادہ عادی ہیں۔ اور وہ زیادہ تر کتابیں چراتے ہیں۔ (اسٹار)

عمل تنویم سے شراب کا علاج

لندن ۵ اپریل۔ طبی عمل تنویم کے برطانوی جریدہ کی پہلی اشاعت میں یہ دلچسپ علاج شائع ہوا ہے کہ عمل تنویم کے ذریعہ پہلی بار علاج کرانے کے بعد ایک پکے شرابی نے شراب کو نہیں چھوا۔ گو اسے بہت رغبت دلائی گئی علاج کے دس سال بعد وہ شراب نہ پی سکا جریدہ کے بیان کے مطابق ہر شخص عمل تنویم کا قائل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس طریقہ سے علاج میں اعلیٰ علم کی ضرورت ہے۔ (اسٹار)